An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

April-June, 2025, Volume:05, Issue:02 Pages:09-18

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

عہد نبوی ﷺ کے جسمانی پہناوے: ایک تحقیقی مطالعہ

PHYSICAL CLOTHING OF THE PROPHET'S ERA: A RESEARCH STUDY

Humera Altaf[1], Dr Kalsoom Paracha[2]

[1] *MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Women University Multan, Punjab, Pakistan.*

[2] *Vice Chancelor/Chairperson, Department of Islamic Studies, Women University Multan, Punjab, Pakistan.*

HEC "Y" Category

HJRS HEC Journal Recognition System

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	March 13, 2025
Revised:	April 06, 2025
Accepted:	April 09, 2025
Available Online:	April 12, 2025

Keywords:

Immorality
Imitate
Judaism & Christianity
Modesty
Biography

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

In order to stop the evils and immorality spreading in the Islamic society in the present age, it is necessary to refresh the teachings of the Prophet (PBUH) and the good deeds of the Prophet (PBUH) in the hearts of the Muslims. Bringing the Muslim Ummah, especially the youth, back to the teachings of shame and modesty has become inevitable because the youth of the Muslim Ummah, imitating Westerners and non-Muslims, have left the basic teachings of Islam behind modesty and instead of practicing Islamic teachings and being proud of it, they consider it a source of pride to imitate Judaism and Christianity in their lifestyles and ways. This is a very worrying and critical situation. According to the saying of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), whoever imitates a nation is one of them. Therefore, we should highlight the Prophet's (PBUH) biography in every field to bring the youth of the Muslim Ummah back to Islamic teachings. In this era, there is a dire need for people to be educated and aware of the good manners so that they can know what kind of clothes the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) liked to wear, what he disliked to wear, and what he forbade. Commanded a Muslim cannot become a perfect Muslim without knowing all of them. The teachings of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) regarding clothing should be conveyed to every member of the Muslim Ummah so that everyone is aware of it.

***Corresponding Author's Email:** humeraaltaf404@gmail.com

تمہید

انسان کو معاشرے میں اپنے وجود کو بر قرار رکھنے کے لیے جن لوازمات کی ضرورت ہوتی ہے ان میں لباس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ لباس کے بغیر انسان کی شخصیت نامکمل رہ جاتی ہے۔ لباس انسان کی اولین ضرورت ہے۔ تہذیبوں کی ترقی اور تمدنوں کے ارتقائی سفر میں انسان نے لباس میں گوناگوں تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ انسانی زندگی کا کوئی دور ایسا نہیں گزرا جب اس نے کسی نہ کسی طرح کے لباس کی ضرورت محسوس نہ کی ہو۔ لباس انسان کی فطری شائستگی و تہذیب کی ضرورت ہے۔ انسانی تاریخ کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ برہنگی وحشیت کی علامت ہے اور لباس شائستگی و تہذیب کی علامتوں میں ایک ہے۔ لباس یا کپڑے دراصل ستر پوشی شرم وحیا اور موسم کی سختی و گرمی سے بچنے کے لئے ہوتے ہیں، مگر اب زمانہ بدل گیا ہے۔ لوگ کپڑے ستر پوشی کے لئے کم اور فیشن کے لئے زیادہ پہنتے ہیں۔ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا۔ ایمان کی دولت عطا کی اور دین اسلام کی شکل میں بہترین طریقہ زندگی عطا کیا جو ہمیں جینے اور زندگی گزارنے کا سلیقہ و قرینہ سکھاتا ہے۔ یہ اسلام کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے سونے جاگنے، کھانے پینے، رہنے سہنے، ہنسنے مسکرانے اور لوگوں سے میل جول رکھنے سے لے کر کپڑے پہننے تک کے آداب اور سلیقے سے آگاہ کیا تا کہ ہم ایک اچھے بہترین اور باحیا انسان کی صفات سے متصف ہو سکیں اور ہمارا ظاہر و باطن ایسا ہو کہ

اس سے ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں، یہی اسلام کی جامعیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو شعوری طور پر ڈھانپنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھایا ہے۔ انسان کے امتیازی اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پابندِ لباس بنایا ہے اسی وجہ سے وہ پیدائش کے دن سے ہی کسی نہ کسی لباس میں لپیٹ دیا جاتا ہے پھر یہ سلسلہ اس کی وفات پر بھی ختم نہیں ہوتا بلکہ اسے قبر میں اتارتے وقت سفید لباس میں ملبوس کر کے ہی اتارا جاتا ہے، گویا لباس انسان کا جزو لاینفک ہے اور یہی چیز انسان کو دوسرے حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔

لباس کا مفہوم

لباس عربی زبان کا لفظ ہے اردو میں اس کے معنی ''چھپانا''، حفاظت کرنا کے ہیں۔ لباس کو لباس اس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ اس سے بدن کو چھپایا جاتا ہے۔ علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

''لبس الثوب کا معنی کپڑا پہننا یا پہنانا ہے، اس کا مصدر لبس ہے اور لباس کا لفظ مشہور ہے، اور لبسہ کا معنی کپڑا پہننے کی ایک حالت ہے۔ حدیث صحیح میں لبستین سے ممانعت ہے، یعنی لباس کی دو حالتیں ممنوع ہیں، جو کپڑا کثرت استعمال کی وجہ سے بہت پرانا ہو جائے اس کو لبیس کہتے ہیں۔''[1]

ڈاکٹر احمد مختار عمر لکھتے ہیں:

هوما يستر البدن ويدفع الحر والبرد ولباس كل شئ غشاء[2]

ہر وہ چیز جو انسان کی بری اور ناپسندیدہ چیز کو چھپالے اسے لباس کہتے ہیں شوہر اپنی بیوی اور بیوی اپنے شوہر کو بری چیزوں سے چھپا لیتی ہے، وہ ایک دوسرے کی پارسائی کی حفاظت کرتے ہیں اور پارسائی کے خلاف چیزوں سے ایک دوسرے کے لیے رکاوٹ ہوتے ہیں اس لیے انھیں ایک دوسرے کا لباس فرمایا ہے۔ لباس یا پوشاک، پہناوے کو لباس کہتے ہیں۔ لباس کا لفظ عمامہ، ٹوپی، قمیض، جبہ، چادر، پاجامہ اور تہبند وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ستر کا مفہوم

ریختہ ڈکشنری کے مطابق ستر کے معانی درج ذیل ہیں:

> پردہ ڈالنا، ڈھکنا، چھپانا اصطلاحاً عورت یا مرد کا وہ مقام جس کا چھپانا واجب ہو اور جس برہنگی سے شرم آئے، چھپانے کی چیز، شرم گاہ ہیئت)
> پوشیدگی، روپوشی، غیاب، پردہ، حجاب وغیرہ[3]

انسان کے بدن کا وہ حصہ جسے چھپایا جانا ضروری ہوتا ہے اسے ستر کہا جاتا ہے اور لباس ستر کو چھپانے کے کام آتا ہے۔

لباس کی ضرورت واہمیت

اسلام میں جہاں ضرورت زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کی گئی ہے وہیں ایک لباس کی اہمیت اور اس کی حدود بھی بیان کر دی ہیں۔ لباس اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو ستر پوشی اور اظہار زیب وزینت کے لئے ضروری ہے۔ لباس بھی انسانی زندگی کا ایک اہم گوشہ ہے اور اسلام نے اس گوشہ زندگی کے بارے میں بھی مسلمانوں کو ہدایات دی ہیں۔ لباس انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک اہم ضرورت ہے۔ انسان کو اپنے جسم کا مخصوص حصہ ڈھانپنے کی فطری عادت ودیعت کی گئی ہے جسے ستر کہا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی:

"يَابَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ"[4]

> (اے اولادِ آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے تا کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو چھپائے اور تمہارے لئے زینت وحفاظت کا ذریعہ ہو، (اور ایک وہ لباس نازل کیا)۔ جو زیب وزینت میں سب سے اچھا ہے اور وہ تقویٰ کا لباس ہے۔)

اس آیت میں لباس کی اہمیت وضرورت اور حکمت بیان کی گئی ہے۔ قرآن مجید نے لباس کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور شرم وحیا کی حفاظت کا ذریعہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے لباس جیسی عظیم نعمت سے انسان کو متصف کیا ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ لباس صرف پہناوے کا نام نہیں ہے بلکہ تقویٰ کو انسان کا باطنی لباس کہا گیا ہے۔ اس آیت میں بعض اہم حقیقتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

قرآن مجید نے نہ صرف ظاہری لباس کی اہمیت بیان کی ہے بلکہ اس کے باطنی لباس کی اہمیت بھی واضح کی ہے کہ تقوی جو کہ انسان کے دل میں موجزن ہونے والی ایک ایسی کیفیت ہے جو اسے گناہوں سے بچاتی اور نیکیوں پر راغب کرتی ہے، انسان کا باطنی لباس ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں فی الحقیقت انسان کو جس بھلائی تک پہنچنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس کا لباس تقویٰ کا لباس ہو۔ اس سلسلے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی یوں رقمطراز ہیں:

> ''ایسا لباس جو پوری طرح ساتر بھی ہیں زینت میں بھی حد سے بڑھا ہو انہ ہو اور آدمی کی حیثیت سے گیا ہوا بھی نہ ہو اور آدمی کی حیثیت سے گہرا بھی نہ ہو۔ فخر وغرور اور تکبر کی شان لیے ہوئے بھی نہ ہو اور ان ذہنی امراض کی نمائندگی بھی نہ کرتا ہو جن کی بنا پر مرد زنانہ پن اختیار کرتے ہیں اور عورتوں مردانہ پن اختیار کرنے لگتی ہیں۔ اس طرح یہ رویہ بھی قابل قبول نہیں جس کے تحت ایک قوم دوسری قوم کے مشابہ بننے کی کوشش میں ذلت کا زندہ اشتہار بن جاتی ہے۔''[5]

زینت کا مفہوم

زینت سے مراد سجاوٹ وخوبصورتی ہے۔ ہر وہ چیز جس سے تزین حاصل ہو وہ زینت

ہے، کسی چیز کو دوسری چیز سے حسین بنانا زینت ہے، خواہ لباس سے حسین بنایا جائے، زیورات سے۔ ایک قول یہ ہے کہ ظاہری حسن وجمال اور رونق کو زینت کہتے ہیں۔

علامہ غلام رسول اپنی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں:

”زینت حقیقت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کا کوئی چال معیوب نہ ہو، لیکن جس چیز میں کسی وجہ سے حُسن ہو اور دوسری وجہ سے قبیح ہو تو وہ علی الاطلاق یا حقیقی زینت نہیں ہے۔ زینت کی تین قسمیں ہیں: زینت نفسیہ جیسے علم اور اچھے اعتقادات، زینت بدنیہ جیسے قوت، طویل قامت اور اچھی شکل وصورت اور زیت خارجیہ جیسے مال، عزت اور وجاہت وغیرہ۔ ان سب کی مثالیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔“[6]

قرآن مجید میں لباس کا مقصد بھی یہی بیان ہوا ہے:

"يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا"[7]

کہ اس سے انسان کا بدن چھپ جاتا ہے اور یہ اس کے لیے زیب وزینت کا سامان بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لباس کے نازل کرنے کے جو مقاصد بیان کیے ہیں اُن میں سب سے پہلا اور بنیادی مقصد یہی ذکر کیا ہے۔ لباس اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس کے ذریعہ انسان اپنا ستر ڈھانپتا ہے، سردی گرمی سے خود کو بچاتا ہے اور ساتھ ہی اس سے زینت کا کام بھی لیتا ہے۔ لباس پہننا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔

فطری ضرورت

لباس انسان کیلئے ایک مصنوعی چیز نہیں بلکہ انسانی فطرت کا ایک اہم مطالبہ ہے۔ یہ انسان کی فطری ضرورت ہے اور اسے پورا کرنے کا اہتمام ناگزیر ہے۔ ہر انسان اپنے اندر شرم کا مادہ رکھتا ہے وہ اپنا ستر دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے لباس سے انسیت ہے اور وہ اسے پسند بھی کرتا ہے۔

اخلاقی ضرورت

لباس انسان کی اخلاقی ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت ہے۔ انسانی جسم کے ان اعضاء کو چھپانا اخلاقیات کا اہم تقاضا ہے جو ستر میں شمار ہوتے ہیں۔ انسان حیوان کی طرح ننگے بدن گھومنے کو عار سمجھتا ہے اسی لیے اخلاقی اعتبار سے بھی یہ بات معیوب ہے کہ وہ ننگا پھرے۔ لباس اسے حیوانوں سے ممتاز کرتا ہے قرآن کے مطابق شیطان کا پہلا حملہ ہی یہ تھا کہ آدم وحوا کو خصوصی حفاظت سے محروم کر دیا جائے جب یہ حفاظت ختم ہوئی تو انھیں برہنگی کا احساس ہوا۔ اب بھی شیطان کا یہی حربہ ہے کہ وہ انسان کو عریانی پر آمادہ کرے۔ شیطان نے جب انسان کی اخلاقیات پر حملہ کیا تو اسے بے لباس ہونے کا سبب بنا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے:

"فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ٘-وَ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى"[8]

تو ان دونوں نے اس درخت میں سے کھالیا تو ان پر ان کی شرم کے مقام ظاہر ہو گئے اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مقصد چاہا تھا وہ نہ پایا۔

ہر انسان کو ایسا لباس پہننا چاہیے جو شرم وحیا، غیرت وشرافت اور جسم کی ستر پوشی کے ساتھ ساتھ موسمی تقاضوں کے مطابق ہو۔ جس سے تہذیب نفس، سلیقے وقرینے، عزت وشرافت اور زینت وجمال کے ساتھ وقار انسانیت اور احترام آدمیت کا بھی اظہار ہو۔

جمالی ضرورت

جس چیز سے تزین حاصل کیا جائے اس کو زینت کہتے ہیں۔ ہر وہ چیز جس سے تزین حاصل کیا جائے وہ زینت ہے، کسی چیز کو دوسری چیز سے حسین بنانا زینت ہے، خواہ لباس سے حسین بنایا جائے، زیورات سے۔ لباس زیب وزینت کا ذریعہ ہے اور اچھے لباس سے انسان کی شخصیت نکھرتی ہے۔ لباس اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور خالق پروردگار تک پہنچنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ ایسا لباس جو پوری طرح ساتر بھی ہیں زینت میں بھی حد سے بڑھا ہوا نہ ہو اور آدمی کی حیثیت سے کیا ہوا بھی نہ ہو اور آدمی کی حیثیت سے گہرا بھی نہ ہو۔ فخر وغرور اور تکبر کی شان لیے ہوئے بھی نہ ہو اور ان ذہنی امراض کی نمائندگی بھی نہ کرتا ہو جن کی بنا پر مرد زنانہ پن اختیار کرتے ہیں اور عورتوں مردانہ پن اختیار کرنے لگتی ہیں۔ اس طرح یہ رویہ بھی قابل قبول نہیں جس کے تحت ایک قوم دوسری قوم کے مشابہ بننے کی کوشش میں ذلت کا زندہ اشتہار بن جاتی ہے۔[9]

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ"[10]

(اے ابن آدم تم جب بھی مسجد میں آؤ توزیب وزینت کا سامان یعنی اپنے جسم پر لباس لے کر آؤ، کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ تعالی فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔)

جب انسان بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہونے کے لیے آتا ہے تو اسے شائستہ لباس زیب تن کرنا چاہیے نہ کہ ایسا لباس ہو کہ جس سے بے ہودگی ظاہر ہو اور انسانی جسم کے ستر والے اعضاء ظاہر ہوں یا بے لباس ہوں۔ اس طرح کا لباس اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہ ہے کیوں کہ وہ معبود ہے اور اس نے انسان کو لباس جیسی نعمت سے نوازا ہے۔

عورت کو اتنا لمبا لباس استعمال کرنا چاہیے جو اس کے قدموں کو ڈھانپ لے اور دوپٹہ ایسا ہو جو سر گردن اور سینے کو چھپالے۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا، ام سلمہ نے کہا: عورتیں اپنے دامنوں کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ایک بالشت لٹکالیں، انہوں نے کہا: تب تو ان کے قدم کھل جائیں گے،

آپ نے فرمایا: ایک بالشت لٹکائیں اور اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔))[11]

مرد کا لباس اتنا لمبا نہیں ہونا چاہیئے کہ ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا ہو۔ اس کی دلیل صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((تہبد کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہو گا۔))"[12]

لباس کے حوالے سے شرعی تقاضے

لباس کے سلسلے میں شریعت نے جو اصول وضع کئے ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے کہ،

1. لباس ستر پوش ہو عریاں اور فحش نہ ہو،
2. مرد عورتوں کا لباس نہ پہنیں اور عورتیں مردوں کی وضع قطع اختیار نہ کریں۔
3. مرد خالص ریشم کا لباس نہ پہنیں (کہ اس سے اس میں تن آسانی اور آرام طلبی پیدا ہوتی ہے)۔
4. لباس میں اسراف نہ کیا جائے یعنی لباس صاحب لباس کے بجٹ کی حدود میں ہو قرض لیکر یا اپنی استطاعت سے بڑھ کر اس پر خرچ نہ کیا جائے۔
5. ایسا لباس نہ پہنا جائے جو کسی قوم کا مذہبی شعار ہو۔

لباس کے مقاصد

قرآن کریم سے لِباس کے دو بڑے مقصد معلوم ہوتے ہیں:

لِباس کا اصل مقصد "جسم کا پردہ" ہے، اور ساتھ ہی لباس انسان کے لئے زینت اور خوشنمائی کا بھی ذریعہ ہے۔ ایک اچھے لِباس کی یہ صفت ہونی چاہئے کہ وہ یہ دونوں مقصد پورے کرے۔ لباس انسان کی ایک ایسی ضرورت ہے جو اہم مقاصد کے تحت ہے۔

1. لباس کا پہلا مقصد انسانی جسم کے ان حصوں کو چھپانا ہے جن کو چھپانے کا شریعت حکم دیتی ہے۔ انسان ان حصوں کو چھپانے کا خود ہی اہتمام کرتا ہے جو اس کے جسم میں ستر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان پر اگر لباس نہ ہو تو انسان خود ہی عار محسوس کرتا ہے۔ مرد کے جسم کا ناف سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر کا حصہ ستر کہلاتا ہے اس کو چھپانا ضروری ہوتا ہے۔ اس حصے کو بلاوجہ کھولنا شریعت کے منافی اور باعث عار بھی ہے۔ عورت کا پورے کا پورا جسم ستر کہلاتا ہے عورت کو اپنا سارا جسم چھپانا ضروری ہوتا ہے۔
2. لباس کا دوسرا بڑا مقصد زینت و تجمل ہے۔ لباس انسان کی شخصیت کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ریشا کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی خوبصورتی اور زیب وزینت کے ہیں۔ لباس چونکہ انسانی شخصیت کی خوبصورتی اور زیب وزینت کا باعث بنتی ہے اس لیے اسے ریشا کہا گیا ہے۔ بے لباس انسان نہ صرف بدصورت لگتا ہے بلکہ اس کی شخصیت بھی باعث عار ہو جاتی ہے۔ لوگ اس آدمی سے کراہت کرتے ہیں جو بے لباس یا برے لباس کا حامل ہوتا ہے۔ انسان اپنی حیثیت کے مطابق لباس اپنا سکتا ہے۔

لباس کے متعلق درج ذیل سوالات جنم لیتے ہیں: کیا قیمتی لباس فضول خرچی میں داخل ہے؟ اکثر اوقات انسان یہ سوچتا ہی رہتا ہے کہ وہ کیسا لباس پہنے؟ قیمتی لباس کے بارے میں گمان ہوتا ہے کہ کہیں فضول خرچی میں داخل نہ ہو جائے؟ انسان کس نوعیت کا لباس زیب تن کرے؟ شریعت اسلامیہ نے انسان کو اپنی حیثیت کے مطابق لباس اور دیگر لوازمات زندگی اپنانے کی اجازت دی ہے۔ مہنگے اور قیمتی لباس کو پہننے میں کوئی عار نہیں سمجھا جاتا بلکہ اچھے لباس پہننے اور اپنی شخصیت کو اچھا بنانے میں کوئی عار نہیں ہے۔ جس طرح کی حیثیت ہو اسی طرح کا لباس انسان کو اختیار کرنا چاہیے۔ لباس کے متعلق شریعت محمدیہ ﷺ نے کیا راہنمائی فرمائی اس پر بحث کرنا اس آرٹیکل کا بنیادی مضمون ہے۔ اس راہنمائی کو جاننے کے لیے آنحضور ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کس طرح کا لباس پہنا ہے اور کس طرح کے پہناوے استعمال کیے ہیں۔

ممنوعہ لباس

مردوں کے لیے لباس سے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ وہ ایسا لباس پہنیں جس لباس میں فاسقوں اور کافروں سے مشابہت نہ ہو، اور نہ وہ زنانہ لباس کی طرح ہو، اسی طرح وہ کسم یا زعفران سے رنگا ہوا بھی نہ ہو۔ باقی مردوں کے لیے خالص سرخ رنگ کا لباس (جس میں دوسرا بالکل نہ ہو) پہننے کی ممانعت بعض روایات میں آئی ہے، اس ممانعت کی حیثیت کے حوالے سے فقہاءِ کرام کے مختلف اقوال ہیں؛ بہر حال خالص سرخ رنگ میں عورتوں سے مشابہت بھی ہے، اس لیے اس کا مکروہ ہونا راجح ہے، لہٰذا مردوں کو خالص سرخ رنگ کا لباس استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ البتہ اگر اس میں کسی اور رنگ کی آمیزش ہو یا وہ دھاری دھار ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ نیز بہت زیادہ شوخ رنگ اور اعتدال سے زیادہ کڑھائی اور سنگھار والے کپڑے پہننا بھی مردوں کے لیے مناسب نہیں ہے [13]

لباس کے آداب

لباس ڈھیلا اور ساتر ہو

لباس کا پہلا وصف یہ ہے کہ وہ ساتر ہو یعنی ایسا لِباس ہو جس میں ستر پوشی کا مکمل فائدہ حاصل ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں لِباس کے مقاصد میں سب سے پہلا مقصد "ستر پوشی" بیان فرمایا۔ مرد و عورت ہر ایک کا لباس ڈھیلا اور ساتر ہو۔

لِباس کے ساتِر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کپڑا مکمل اعضاءِ ستر پر حاوی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اعضاءِ ستر ہی نہ چُھپ سکیں۔

کپڑا باریک نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کپڑ پہننے کے باوجود بھی جسم یا بال نظر آرہے ہوں۔

کپڑا ڈھیلا ڈھالا ہو، ایسا نہ ہو کہ تنگ و چست ہونے کی وجہ سے جسم کا حجم واضح ہو رہا ہو۔

بے ڈھنگا نہ ہو

لِباس میں ستر پوشی کے ساتھ ساتھ کسی قدر زینت اور آرائش بھی مقصود ہے، یہی وجہ کہ قرآن کریم نے لِباس کے بنیادی مقاصد کو ذکر کرتے ہوئے "رِیشًا" بھی ذکر کیا ہے جس کا مطلب جمال اور زینت ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ۔))[14]

(اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔)

ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے کپڑے اچھے ہوں، میری چپل اچھی ہو تو کیا یہ بھی تکبّر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الجَمَالَ، وَلَكِنَّ الكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ))[15]

(بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں لہٰذا یہ کوئی تکبّر نہیں متکبّر وہ شخص ہے جو حق کے سامنے اکڑے اور لوگوں کو ذلیل سمجھے۔)

تشبّہ سے پاک ہو

تشبّہ میں تین چیزیں داخل ہیں:

1. کافروں کے لِباس کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔
2. فسّاق وفجّار اللہ کے نافرمان بندوں کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔
3. جنسِ مخالف کی مشابہت سے احتراز کیا جائے۔ یعنی مرد کے لئے عورت کے لباس کی اور اسی طرح عورت کے لئے مردوں کے لباس کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

ریشم کا نہ ہو

یہ وصف مَردوں کے کپڑے کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں، اِس لئے کہ وہ ریشم کے کپڑے استعمال کر سکتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ۔))[16]

(میری امت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام اور عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے۔)

عیش وعشرت سے اجتناب کیا جائے

حد سے زیادہ عیش و عشرت اور تنعّم کے لباس سے اجتناب کرنا چاہیئے، اِس لئے کہ یہ کافروں اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں کا طریقہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے:

[وَ إِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ، وَزِيَّ أَهْلِ الشِّرْكِ، وَلَبُوسَ الْحَرِيرِ][17]

(عیش و عشرت سے اجتناب کرو اور مُشرکین کے لِباس کو اپنانے سے بچو اور ریشم پہننے سے بچو۔)

اِسراف اور تکبّر سے اجتناب کیا جائے

کپڑوں کے سلسلہ میں ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ اُس میں اِسراف اور تکبّر سے بہر صورت اِجتناب کیا جائے، اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے کپڑوں میں بطور خاص اِن دونوں اوصاف سے منع کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَالَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ، أَوْمَخِيلَةٌ))[18]

(کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور کپڑے پہنو (تمہیں اجازت ہے) جب تک کہ اِسراف اور تکبّر (کی گندگی) نہ شامل ہو جائے۔)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ"[19]

(اے آدم کی اولاد! جب بھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان (یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ اور کھاؤ پیو اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔)

بخل اور کنجوسی سے اجتناب

جس طرح کپڑوں میں اِسراف سے بچنا ضروری ہے اِسی طرح بخل اور کنجوسی سے اجتناب کرنا بھی ضروری ہے، شریعت نے ایسا لباس پسند نہیں کیا جس کے پہننے میں انسان اپنی حیثیت کو بھی ترک کردے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو اُس کے مطابق شکر اداء کرتے ہوئے

اچھا لباس زیب تن کرنا چاہیئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ))[20]

(اللہ تعالیٰ اِس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھے)

حضرت محمد ﷺ سے منسوب ملبوسات

آنحضور ﷺ نے اپنی امت کی زندگی کے تمام شعبوں میں معاملات میں راہنمائی فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے جو کام کیے وہ امت کے لیے حجت ہیں اور جو لباس زیب تن کیے وہ امت کے لیے راہنمائی تھی کہ کس طرح کا لباس مناسب ہے۔ آنحضور ﷺ نے جو لباس اختیار فرمائے ان میں قمیص، پاجامہ، ٹوپی، عمامہ، جوتے، انگوٹھی، شامل ہیں۔ آپ ﷺ کی کے ملبوسات کی تفصیل درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ کا عمامہ

عمامہ کا مفہوم

عمامہ سے مراد دستار، پگڑی ہے ہر اس چیز کو جو سر پر لپیٹی جائے عمامہ کہا جاتا ہے۔ آپ

نے کبھی بھی ننگے سر نہیں رہتے ہمیشہ آپ ﷺ عمامہ کا استعمال فرماتے تھے۔ عمامہ کے متعلق احادیث مبارکہ کا خلاصہ درج ذیل ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ سے پوچھا کیا عمامہ باندھنا سنت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں پگڑی باندھنا سنت ہے۔ عمامہ کو شعار اسلام کی حیثیت حاصل نہیں بلکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ اور اس باب میں پیش آمدہ روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ پگڑی باندھنا نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ تھی۔[21]

سیاہ رنگ کا عمامہ

((عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ))[22]

(جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔)

زرد رنگ کا عمامہ

((عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ : دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰه صلى الله عليه وآله وسلم فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ، وَعَلٰى رَأْسِهٖ عِصَابَةٌ صَفْرَاءُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ : يَا فَضْلُ، قُلْتُ : لَبَّيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه، قَالَ : اشْدُدْ بِهٰذِهِ الْعِصَابَةِ رَأْسِي، قَالَ : فَفَعَلْتُ، ثُمَّ قَعَدَ فَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيَّ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ فِي الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الشَّمَائِلِ وَ ابْنُ عَسَاكِرَ۔))[23]

(حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض وصال کے ایام میں حاضرِ خدمت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر زرد رنگ کا عمامہ مبارک تھا۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فضل! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِس پگڑی سے میرا سر کس کر باندھو، پس میں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں ہتھلیاں مبارک میرے کندھوں پر رکھ کر کھڑے ہوئے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ آنحضور ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ عمامہ پہننے کی تاکید بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ مسلمان کے ضروری ہے کہ وہ اپنے سر پر عمامہ رکھے۔

عمامہ مبارک کی مقدار (طول و عرض)

((سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَتَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِم))[24]

(عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں شانوں پر چادر اوڑھے ہوئے تھے، اور (سر مبارک پر) ایک سیاہ پٹی (بندھی ہوئی تھی) آپ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اما بعد اے لوگو! دوسروں کی تو بہت کثرت ہو جائے گی لیکن انصار کم ہو جائیں گے اور وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے، پس تم میں سے جو شخص بھی کسی ایسے محکمہ میں حاکم ہو جس کے ذریعہ کسی کو نقصان و نفع پہنچا سکتا ہو تو اسے انصار کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرنی چاہیے۔ اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرنا چاہیے۔)

آنحضور ﷺ کی چادر مبارک

آنحضور ﷺ کے لباس میں عمامہ کے علاوہ چادر مبارک بھی شامل تھی۔ آپ ﷺ عمامہ کے علاوہ کبھی کبھار ٹوپی پہنا کرتے اور چادر آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان ہوا کرتی تھی۔ حضور رسالت مآب ﷺ کبھی ٹوپی پہن کر اوپر عمامہ باندھتے، کبھی عمامہ کے بغیر ٹوپی پہنتے۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ قوم ثمود کے علاقہ سے گزرے تو حضور نے فرمایا:

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ ان لوگوں کی بستی میں جنہوں نے ظلم کیا تھا نہ داخل ہو، لیکن اس صورت میں کہ تم روتے ہوئے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے اپنی چادر چہرہ مبارک پر ڈال لی۔ آپ اس وقت کجاوے پر تشریف رکھتے تھے۔)[25]

اس حدیث مبارکہ کے توسط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے چادر مبارک کو اپنے مبارک لباس کا حصہ بنایا۔ ایک روز حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے اپنے سر پر چادر ڈالی ہوئی تھی اور فرمایا:

((صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلَى مَنْكِبَيْهِ قَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسِمَةٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِلَيَّ فَثَابُوا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ الْأَنْصَارِ يَقِلُّونَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يَضُرَّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعَ فِيهِ أَحَدًا فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيِّهِمْ))[26]

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے۔ منبر پر یہ آپ کی

آخری بیٹھک تھی۔ آپ دونوں شانوں پر چادر لپیٹے ہوئے تھے اور سر مبارک پر ایک پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! میری بات سنو۔ چنانچہ لوگ آپ کی طرف کلام مبارک سننے کے لیے متوجہ ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا امابعد! یہ قبیلہ انصار کے لوگ (آنے والے دور میں) تعداد میں بہت کم ہو جائیں گے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا جو شخص بھی حاکم ہو اور اسے نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت ہو تو انصار کے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرے اور ان کے برے کی برائی سے در گزر کرے۔)

آپ ﷺ کے لباس میں چادر مبارک کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْه))[27]

(حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو تمام کپڑوں میں یمنی سبز چادر اُوڑھنا زیادہ پسند تھا۔)

آپ ﷺ کی ٹوپی مبارک

آپ ﷺ ایک دفعہ انصار مدینہ کو خطاب فرمارہے تھے جب آپ ﷺ نے شہداء کی اقسام اور فضیلت کو بیان فرمایا اس خطبے کے وقت راوی فضالہ بن عبید نے اس کی کیفیت کو بیان کیا کہ ٹوپی (سر سے) گر گئی۔

((قَالَ رُكَانَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ))[28]

(رکانہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: "ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے کا ہے۔)

اس حدیث مبارکہ کے توسط سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹوپی پر عمامہ پہننا آنحضور ﷺ کے لباس میں شامل ہے۔ ننگے سر رہنا سنت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے جبہ مبارک

محمد یوسف شامی لکھتے ہیں:

[رسول اللہ ﷺ سے دو انواع کے جبہ پہننے کا ذکر ملتا ہے][29]

آنحضور ﷺ رومی جبہ اور رومی جبہ غیر اور کبھی کبھی شامی جبہ پہنا کرتے تھے۔ اس بارے میں متعدد احادیث مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے اون کا بنا ہوا رومی جبہ پہنا کرتے جس کی آستینیں تنگ ہوتی تھیں۔ نماز پڑھاتے وقت بھی آپ ﷺ یہ جبہ پہن لیا کرتے تھے۔ امام مسلم نے بھی متعدد روایات جبہ کے حوالے سے بیان کی ہیں، جن میں ایک روایت یوں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء نے ایک جبہ نکالا جو طیالسہ کا تھا اور ایرانی ریشم پر مشتمل تھا۔

((عَنْ أَبِي عُمَرَ مَوْلَى أَسْمَاءَ رضي الله عنهما قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا أَسْمَاءُ جُبَّةً مَزْرُورَةً بِالدِّيبَاجِ فَقَالَتْ: فِي هٰذِهِ كَانَ يَلْقَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَدُوَّ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ ابْنُ حُمَيْدٍ وَالطَّبَرَانِيُّ۔))[30]

(حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کا جبہ مبارک نکال کر اُس کی زیارت کرائی جس کے بٹن اور تکملے مخمل کے بنے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ یہ وہ تاریخی جبہ مبارک ہے جسے پہن کر آپ ﷺ دشمن کا سامنا کرتے تھے۔)

[امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک راھب نے آپ ﷺ کو سندس کا جبہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اسے پہنا کا شانہ اقدس میں تشریف لائے اسے رکھا۔ ایک وفد آیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو حکم دیا کہ وہ اس وفد کے وقت اسے پہن لیں، آپ نے فرمایا: "ہمارے لیے بہتر نہیں کہ ہم اسے دنیا میں پہنیں جبکہ وہ ہمارے لیے آخرت میں ہو۔][31]

حضرت جابر کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جبہ آپ ﷺ کے لباس میں شامل تھا مگر آپ ﷺ اسے کم ہی استعمال فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ اسے دنیا کا مال و متاع سمجھتے اور آخرت میں پہنی جانے والی چیز بھی گردانتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی قمیص مبارک

حضور اکرم ﷺ نے ایسی قمیص پہنا کرتے جو ٹخنوں کے اوپر اور اس کی آستینیں انگلیوں تک ہوتی تھیں۔ آپ ایسی قمیص پہنتے تھے جو ٹخنوں کے اوپر ہوتی تھی جس کی آستین انگلیوں کی طرف برابر ہوتی تھیں۔ ایسی قمیص مبارک پہنتے تھے جس کی آستین چھوٹی اور لمبائی زیادہ ہوتی تھی۔ اون کی بنی ہوئی ایک قمیص تھی جس کی لمبائی چھوٹی، آستینیں بھی چھوٹی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ایسی قمیصی مبارک پہنیں جو آپ ﷺ کے مبارک ٹخنوں کے اوپر تک تھی انگلیوں کے اطراف تک اس کی آستینیں تھیں۔

احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

(انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ پر دو موٹے کپڑے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے یہ دونوں کپڑے کھردرے ہیں جن میں آپ کو پسینہ آتا ہے یہ آپ پر بوجھل ہو جاتے ہیں۔")

ابو داوٗد، امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

(جب میں نے آپ ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا تو میں نے آپ ﷺ کی قمیص کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو میں نے انگوٹھی کو مس کر لیا۔)[32]

((عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصَ))[33]

(ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کپڑوں میں سے قمیص زیادہ پسند تھی۔)

((عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْقَمِيصِ))[34]

(ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول ﷺ کو کوئی کپڑا قمیص سے زیادہ پسند نہیں تھا۔))

ان احادیث مبارکہ سے آنحضور ﷺ کی قمیص مبارک کے بارے میں کافی اہم معلومات ملتی ہیں اور قمیص بطور پسندیدہ لباس رسول ﷺ کی بھی توثیق ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے قمیص کو بڑے شوق سے اپنے لباس کا حصہ بنایا ہے۔

((عَنْ أَبِي ذَرٍّرضي الله عنه قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَبُوَنَائِمٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ ابْنُ مَنْدَه۔))[35]

(حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑا اُوڑھے ہوئے استراحت فرما تھے۔)

رسول اللہ ﷺ کی ازار، تہبند و لنگی

ازار: ہر وہ چیز جو بدن کے نچلے حصہ کو چھپالے، چادر، تہبند اس کی جمع آزر اور ازار آتی ہے۔ یہ چادر کے مقابلے میں ہے۔ چادر وہ ہے جو "مَايَسْتُرَ أَعْلَى الْبَدَنِ" جو بدن کے اوپر کے حصے کے چھپالے۔ اور ازار جو "مَا يَسْتُرُ أَسْفَلَ الْبَدَن" جو بدن کے نچلے حصے کو چھپالے۔

احادیث کی کثرت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آنحضور ﷺ نے پائجامہ کا استعمال نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ ٹخنوں سے اوپر تہبند رکھا کرتے۔ بلکہ آپ ﷺ نے غرور و تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والے کے لیے بڑی وعید سنائی ہے[36]

ہر مسلمان کے لیے ایسا ہی حکم ہے کہ وہ اپنی ازار کو ٹخنوں سے اوپر ہی رکھا کرے اگر کوئی عذر ہو تو اس بارے میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ﷺ میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک کہ میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاء))[37]

(تم ان میں سے نہیں ہو، جو از راہ تکبر ایسا کریں۔)

آپ ﷺ کی لنگی مبارک کے بارے میں احادیث میں یہی تذکرہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ اسے ٹخنوں سے اوپر ہی رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لنگی کو ٹخنوں کے اوپر ہی رکھا ہونا مناسب ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث مبارکہ:

((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ وَمَا أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ يَقُولُ ثَلَاثًا لَايَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا))[38]

(مومن کا تہبند اس کی پنڈلیوں کے نصف تک (بلند) ہوتا ہے۔ اس جگہ اور ٹخنوں کے درمیان رکھنے میں گناہ نہیں۔ اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔ نبی ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی جو شخص تکبر کے ساتھ تہبند (زمین پر) گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔)

((أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَسْفَلِ عَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ فَقَالَ هَذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِفِي الْكَعْبَيْنِ .))[39]

(رسول اللہ ﷺ نے میری یا اپنی پنڈلی کے پٹھے کے نچلے حصے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ تہبند کی جگہ ہے، اگر تو (یہاں تک رکھنا) نہ چاہے تو نیچے کرلے، اگر تو نہ چاہے تو (اور) نیچے کرلے، اگر تو (اتنا سا اونچا بھی رکھنا) نہ چاہے تو (معلوم ہونا چاہیے کہ) تہبند کا ٹخنوں میں کوئی حق نہیں۔)

اپنے کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے تک رکھنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے آپ ﷺ نے مومنوں کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ وہ اپنی ازار کو ٹخنوں سے اوپر ہی رکھیں اگر نصف پنڈلی تک رکھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہ ہے۔ ہاں البتہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا چونکہ تکبر کی علامت ہے اور تکبر ایک ایسی علامت ہے جس پر عذاب الٰہی کی وعید ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ" کہ ٹخنوں سے نیچے جتنا ازار ہوگا وہ حصہ جہنم میں جائے گا۔ یہ حکم مردوں کے لیے خاص ہے عورت کا پورے کا پورا جسم چونکہ ستر میں شمار ہوتا ہے اس لیے اسے یہ حکم ہے کہ وہ اپنی ازار کو ٹخنوں سے نیچے تک رکھے تاکہ اس کے جسم کی جھلک نظر نہ آئے۔ ٹخنوں سے نیچے تہبند، ازار اور چادر لٹکانے کی وعید صرف مردوں کے حق میں ہے عورتیں اس میں شامل نہیں ہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا حکم دیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث مبارکہ:

(ام سلمہ رضی اللہ عنہانے جب ازار لٹکانے کی وعید سنی تو آپ ﷺ سے معلوم کیا کہ عورتوں کے لیے اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کپڑے نیچے لٹکائیں، عورتوں کو قدم اور پاؤں تک چھپانا ہے۔)[40]

آنحضور ﷺ کے اسوہ حسنہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ازار کو ٹخنوں سے اوپر رکھنا مرد کے لیے ضروری ہے اسی طرح ٹخنوں سے نیچے رکھنا عورت کے لیے ضروری ہے۔ اس کے لیے اس اصول کی خلاف ورزی کرنے والے مرد و عورت دونوں گناہ کے سزاوار ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے خفین مبارک

خُف عربی زبان کا لفظ ہے اردو میں اس کا معنی ہے مَایَسْتُرُ الرَّجلَ إِلَی الْکَعْبَیْن جو توں سمیت پاؤں کو ڈھانپ لے۔ اس کی جمع خفاف آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے موزے پہننا، موزہ پہننے کے بعد ان پر مسح کرنا اور پہننے سے پہلے ان کو جھاڑنے کا تذکرہ احادیث مبارکہ سے ملتا ہے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا))[41]

(نجاشی (شاہ حبشہ) نے نبی اکرم ﷺ کو دو کالے رنگ کے موزے بھیجے، آپ نے انہیں پہنا، پھر آپ نے وضو کیا اور ان دونوں موزوں پر مسح فرمایا۔)

نجاشی کا اصل نام اصحمہ تھا جو کہ یمن کا بادشاہ تھا آنحضور ﷺ نے جن بادشاہوں اور امراء کو اسلام کی دعوت پر مشتمل خطوط لکھے ان میں نجاشی شاہِ حبشہ بھی شامل تھا اس نے آپ ﷺ کا نامہ مبارک چوما اور ایمان لایا اور آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ تحائف بھی ارسال کیے جن میں موزے بھی شامل تھے۔ یہ مکتوب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری لے کر گئے تھے، نجاشی شاہ حبشہ ۶ ہجری میں مسلمان ہوا اور اس کی وفات ۹ ہجری میں ہوئی۔ آپ ﷺ کو موزے بطور تحفہ بھیجنے کے حوالے سے ایک اور حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو جس میں حضرت دحیہ کلبی نے آپ ﷺ کے یہ تحفہ ارسال خدمت کیا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((أَهْدَى دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُفَّيْنِ فَلَبِسَهُمَا))[42]

(دحیہ کلبی نے رسول اللہ ﷺ کے لیے دو موزے تحفہ بھیجے، چنانچہ آپ نے انہیں پہنا۔)

رسول اللہ ﷺ کے پاپوش مبارک

عربی زبان میں پاپوش کے جو لفظ استعمال ہوتا ہے اسے نعل کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے جوتے مبارک درمیان سے باریک، پتلے اور ایڑی دار زبان کی شکل میں ہوتے تھے، داہنی جانب سے جوتا مبارک پہنتے اور دونوں جوتے پہنا کرتے ایک جوتا نہ کبھی آپ ﷺ نے پہنا اور نہ پہننے کی اجازت دی آپ ﷺ کے خادم حضرت انس کے پاس پاپوش مبارک محفوظ تھے جن کی زیارت صحابہ کرام کیا کرتے۔

جامع الترمذی میں آپ ﷺ کے خصوصی پاپوش مبارک کا تذکرہ ملتا ہے جس کا نام تاسومہ تھا۔ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ:

[آپ ﷺ نے ایک پاپوش خصوصی طور پر تیار کروایا جس کا نام تاسومہ تھا۔][43]

قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

((أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالاَنِ))[44]

(نبی کریم ﷺ کے چپل میں دو تسمے تھے۔)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

((كَانَ لِنَعْلِ النَّبِيِّ ﷺ قِبَالاَنِ مَثْنِيٌّ شِرَاكُهُمَا))[45]

(نبی ﷺ کے جوتے کی دو پٹیاں تھیں جن کے تسمے دوہرے تھے۔)

صحابہ کرام آنحضور ﷺ کے دیگر ملبوسات کی طرح پاپوش مبارک کو بھی اپنے پاس برکت کے حصول کی خاطر محفوظ رکھا کرتے۔ آپ ﷺ کے پاپوش مبارک کی زیارت کے لیے صحابہ کرام جوش و خروش سے آتے اور مقدس پاپوش کی زیارت کیا کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کی انگشتری مبارک

انگوٹھی کو عربی میں الختم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انگشتری، خاتم ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جس سے مہر لگائی جائے آنحضور ﷺ کی انگوٹھی مبارکہ بطور مہر استعمال ہوتی تھی۔

((وَكَانَ نَفْسُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ، مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُولٌ سَطْرٌ، وَاللهُ سَطْرٌ))

(آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا ایک میں "محمد" دوسری میں "رسول" اور تیسری میں لفظ "اللہ" تھا۔)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ:

((وَكَانَ نَقْشُ الخَاتَمِ ثَلاَثَةَ أَسْطُرٍ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُولُ سَطْرٌ، وَاللَّهِ سَطْرٌ))[46]

(انگوٹھی (مہر) کا نقش تین سطروں میں تھا ایک سطر میں "محمد" دوسری سطر میں "رسول" اور تیسری سطر میں "اللہ" تھا۔)

انگشتری مبارک کا بطور مہر استعمال

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلاَ يَلْبَسُهُ))[47]

(آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔ آپ ﷺ اس سے مہر لگاتے تھے۔ اور اسے (عموماً) نہیں پہنتے تھے۔)

حضرت محمد ﷺ سے منسوب ملبوسات

عہد نبوی ﷺ کے ملبوسات کا مطالعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اسلام نہ صرف عقائد اور عبادات بلکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو بشمول لباس میں بھی مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے لباس کی سادگی، ستر پوشی، حیا، تقویٰ اور تہذیب امت مسلمہ کے لیے ایک مکمل عملی نمونہ ہے، جو ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔ لباس کے ذریعے نہ صرف جسمانی تحفظ حاصل ہوتا ہے بلکہ یہ انسان کے اخلاقی، روحانی اور تہذیبی وقار کا بھی آئینہ دار ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں جب لباس کو فیشن، نمود و نمائش اور غیر اسلامی ثقافت کی نقالی کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے، تو نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کی پیروی کرتے ہوئے امت مسلمہ، خصوصاً نوجوان نسل کے لیے ضروری ہے کہ وہ لباس میں اسلامی تعلیمات کو اپنائیں، تاکہ ان کی ظاہری شخصیت بھی وقار، سادگی اور شرافت کی مظہر ہو اور باطنی طور پر تقویٰ اور حیا سے مزین ہو، یوں اسلامی معاشرے کی اصل شناخت اور اخلاقی بنیادیں مستحکم ہو سکیں۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1] ʿAllāmah Ghulām Rasūl Saʿīdī. (1996, November). *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*. Dār al-ʿUlūm Naʿīmiyyah. (Vol. 6, p. 326).
[2] ʿAllāmah Ghulām Rasūl Saʿīdī. (1996, November). *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*. Dār al-ʿUlūm Naʿīmiyyah. (Vol. 6, p. 326).
[3] *Rekhta Dictionary*. (n.d.). Retrieved from www.rekhtadictionary.com
[4] *al-Qurʾān*. 7:26.
[5] Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā. (n.d.). *Tafsīr Tafhīm al-Qurʾān*. Muʾassasat al-Matābiʿ li-Dirāsāt al-Qurʾān. (No. 1, p. 19).
[6] ʿAllāmah Ghulām Rasūl Saʿīdī. (1996, November). *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*. Dār al-ʿUlūm Naʿīmiyyah. (Vol. 6, pp. 326-327).
[7] *al-Qurʾān*. 7:26.
[8] *al-Qurʾān*. 20:121.
[9] Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā. (n.d.). *Tafsīr Tafhīm al-Qurʾān*. Idārat al-Tarjumān al-Qurʾān. (Vol. 1, p. 19).
[10] *al-Qurʾān*. 7:31.
[11] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Dār al-Salām. (p. 58).
[12] al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. (2016). *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*. Millat Publications. (Kitāb al-Durūb, Vol. 2-3, p. 541, Ḥadīth No. 5787).
[13] *al-Durr al-Mukhtār wa Ḥāshiyat Ibn ʿĀbidīn (Radd al-Muḥtār)*. (Vol. 6, p. 358).
[14] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī. (2014). *Ṣaḥīḥ Muslim*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Īmān, Ḥadīth No. 265).
[15] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Dār al-Salām. (Bāb mā jāʾa fī al-takabbur wa al-kibr, Ḥadīth No. 1999).
[16] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Dār al-Salām. (Bāb mā jāʾa fī ḥukm al-ḥarīr wa al-dhahab, Ḥadīth No. 1720).
[17] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī. (2014). *Ṣaḥīḥ Muslim*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Libās wa al-Zīnah, Ḥadīth No. 5411).
[18] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. (2007). *Sunan Ibn Mājah*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 3605).
[19] *al-Qurʾān*. 7:31.
[20]al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Dār al-Salām. (Bāb al-salām wa al-muṣāfaḥah wa ādāb al-dukhūl, Ḥadīth No. 2819).
[21]al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Khaṣāʾil Muḥammadī: Sharḥ Shamāʾil al-Tirmidhī*. Anṣār al-Sunnah. (p. 271).
[22] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Dār al-Salām.
[23] al-Tirmidhī. *al-Shamāʾil al-Muḥammadiyyah*. (Ḥadīth No. 121122).
[24]al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. (2016). *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*. Millat Publications. (Bāb Manāqib al-Anṣār, Vol. 2, p. 677, Ḥadīth No. 3800).
[25] al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. (n.d.). *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Dār al-Salām.
[26]al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. (n.d.). *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Dār al-Salām.
[27]al-Bukhārī. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. (Kitāb al-Libās, Bāb al-Burūd wa al-Ḥibarah wa al-Shamlah, Vol. 5, p. 2189, Ḥadīth No. 5476).
[28] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Bayān, Ḥadīth No. 1784).
[29] al-Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf al-Ṣāliḥī. (2014). *Subul al-Hudā wa al-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād*. Zāwiyyah Publishers. (Vol. 7, p. 309).
[30] Aḥmad ibn Ḥanbal. *al-Musnad*. (Vol. 6, p. 348, Ḥadīth No. 26989).
[31] al-Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf al-Ṣāliḥī. (2014). *Subul al-Hudā wa al-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād*. Zāwiyyah Publishers. (Vol. 7, pp. 307-309).
al-Shāmī, Muḥammad ibn Yūsuf al-Ṣāliḥī. (2014). *Subul al-Hudā wa al-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād*. Zāwiyyah Publishers. (Vol. 7, pp. 304-306).
[33]Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Azdī. (n.d.). *Sunan Abī Dāwūd*. Dār al-Salām.
[34] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. (2007). *Sunan Ibn Mājah*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 3575).
[35] al-Bukhārī. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. (Kitāb al-Libās, Bāb al-Thiyāb al-Bayḍ, Vol. 5, p. 2193, Ḥadīth No. 5489).
[36] al-Bukhārī. *Ṣaḥīḥ al-Jāmiʿ*. Maktabah Islāmiyyah. (2009). (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 5787).
[37] al-Bukhārī. *Ṣaḥīḥ al-Jāmiʿ*. Maktabah Islāmiyyah. (2009). (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 5784).
[38] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. (2007). *Sunan Ibn Mājah*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 3573).
[39] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. (2007). *Sunan Ibn Mājah*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 3572).
[40]Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Azdī. (n.d.). *Sunan Abī Dāwūd*. Dār al-Salām.
[41]al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Dār al-Salām. (Bāb al-Salām wa al-Muṣāfaḥah, Ḥadīth No. 2820).
[42]al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Dār al-Salām. (Bāb al-Salām wa al-Muṣāfaḥah, Ḥadīth No. 2820).2820 حديث نمبر
[43] al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā. (n.d.). *Khaṣāʾil Muḥammadī: Sharḥ Shamāʾil al-Tirmidhī*. Anṣār al-Sunnah. (p. 282).
[44] al-Bukhārī. *Ṣaḥīḥ al-Jāmiʿ*. Maktabah Islāmiyyah. (2009). (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 5857).
[45] Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd. (2007). *Sunan Ibn Mājah*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 3614).
[46] al-Bukhārī. *Ṣaḥīḥ al-Jāmiʿ*. Maktabah Islāmiyyah. (2009). (Kitāb al-Libās, Ḥadīth No. 5878).
[47] al-Nasāʾī, Abū ʿAbd Allāh Aḥmad ibn Shuʿayb. (2011). *Sunan al-Nasāʾī*. Dār al-Salām. (Kitāb al-Zīnah, Ḥadīth No. 5294).